تعارف و تبصرہ کتب

کتاب	:	الامین صلی اللہ علیہ وسلم (۳ جلدیں)
مصنف	:	محمد رفیق ڈوگر
طابع	:	دید شنید پبلشرز، ۲۳ فضل منزل، بیڈن روڈ، لاہور
سال اشاعت	:	جلد اوّل:۱۹۹۹ء، جلد دوم و سوم ۲۰۰۰ء
قیمت	:	جلد اوّل:۵۰۰ روپے، جلد دوم: ۵۰۰ روپے، جلد سوم: ۶۰۰ روپے
تبصرہ نگار	:	ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف بلوچ☆

زیر نظر کتاب (الامین ﷺ) جو تین جلدوں پر مشتمل ہے میں حیات طیبہ کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پہلی جلد جزیرۃ العرب کی جغرافیائی حدود کی تفصیلات سے شروع ہوکر رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ میں ورود مسعود تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں آپ کے بچپن، جوانی، بعثت اور قبل از ہجرت مکی دورمیں دعوت و تبلیغ کے مختلف مراحل پر گفتگو کی گئی ہے۔ دوسری جلد مدینہ منورہ میں آمد سے لے کر غزوہ دومۃ الجندل تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ جلد مدنی ریاست کے قیام، غزوات بدر واحد اور اس دور کی دیگر تفصیلات کا احاطہ کرتی ہے۔ تیسری جلد غزوہ خندق کے سلسلہ میں دشمنوں کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے ذکر سے شروع ہوکر رسول اللہ ﷺ کے الرفیق الاعلی سے جا ملنے تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔

سیرت نگاروں نے ہر دور میں سیرت طیبہ کے موضوع پر مختلف طرزہائے تحریر کو اپنایا۔ بعض علماء نے بیانیہ انداز اپنایا ہے تو بعض نے تحقیقی انداز کو ترجیح دی ہے جبکہ کچھ حضرات نے سیرت رسول ﷺ کے ابلاغ کے لیے تمثیلی انداز اختیار کیا ہے۔ اسی طرح بعض اہل علم نے روائی (قصہ گوئی) کے طرز تحریر کو منتخب کیا ہے۔

کسی بھی فن پر کوئی بھی صاحب قلم جب تک اپنے مخاطبین کا تعین نہ کر پائے وہ

☆ اسسٹنٹ پروفیسر ریسرچ فیلو، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

اپنی سوچ، فکر اور اپنے موقف کا کماحقہ ابلاغ نہیں کر پاتا۔۔۔ کلموا الناس علی قدر عقولہم۔ کے بلیغ اصول کے مطابق مخاطبین کی فکری استعداد کے مطابق تحریر ہی ان کے لیے موجب کشش ہوتی ہے۔ اسی طرح مختلف اسالیب تحریر میں سے ایک کا انتخاب مؤلف کا امتیاز ہوتا ہے، اور اس تحریری ذوق کے حاملین ان مؤلفات سے دلچسپی کے ساتھ مستفید ہوتے ہیں۔ اگر مختلف اسالیب کو یکجا کر دیا جائے تو قاری الجھ کر رہ جاتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں مصنف نے مختلف طرز ہائے تحریر کو یکجا کر دیا ہے۔ بعض مقامات پر مؤلف تحقیق و تدقیق کے اصولوں پر عرق ریزی کرتے نظر آتے ہیں تو کہیں بالکل بیانیہ انداز اختیار کر لیتے ہیں۔ کہیں تمثیلی انداز غالب نظر آتا ہے اور کہیں محض واقعات نگاری۔ راقم الحروف کی رائے کے مطابق اگر مؤلف محترم جو نہایت منجھے ہوئے قلمکار صحافی ہیں اگر صرف بیانیہ انداز کو، جو ان کی کتاب کی زینت ہے، اختیار فرماتے تو پوری کتاب کے مطالعہ میں قاری ان کی گرفت سے آزاد نہ ہو پاتا۔ بالیقین کتاب کے جن حصوں میں انہوں نے یہ انداز اختیار کیا ہے عشقِ رسول ﷺ کی مہک سے قلب و ذہن کو معطر کر دیا ہے۔

مؤلف محترم کا دیگر سیرت نگاروں پر بلادلیل محکم، محاکمہ پر ہر ذی شعور قاری کھٹکے گا۔ تنقید اور کسی دوسرے کی رائے سے اختلاف علمی دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، مگر اختلاف کے لیے مضبوط بنیاد کا ہونا ضروری ہے۔

کتاب میں ایک عنوان کے تحت دیے گئے مواد میں بعض اوقات ترتیب اور ربط و ہم آہنگی کا فقدان نظر آتا ہے اور قاری کو متنبہ کیے بغیر قبل از اسلام، دور نبوی اور مابعد کے واقعات کو اس طرح لکھا گیا ہے کہ مصنف قاری کو یک بیک کبھی ایک زمانے میں لے جاتے ہیں اور کبھی کسی دوسرے زمانے میں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ تاریخ نویسی اور سیرت نگاری جو دو الگ الگ فنون ہیں اور ان کے تقاضے بھی جدا جدا ہیں، کو انہوں نے اس طرح یکجا کر دیا ہے کہ قاری عام معلومات، واقعات اور تاریخی روایات کے نشیب و فراز میں مسلسل ڈوبتا ابھرتا رہتا ہے۔

مصنف نے اگرچہ ہر باب کے آخر میں حواشی/حوالہ جات کا اہتمام کیا ہے مگر حوالہ جات ناکافی بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں اور اگر کہیں حوالہ جات موجود ہیں بھی تو وہ یا تو ثانوی مآخذ پر مبنی ہیں یا پھر اوّلین مآخذ کے اردو ترجموں پر۔ حوالہ کے لیے ثانوی اور بالعموم اردو تراجم سے استفادہ نے اس کتاب کی تحقیقی حیثیت کو بہت حد تک کم کر دیا ہے۔

جہاں تک حواشی کا تعلق ہے تو ان میں سے بعض حواشی اپنی جامعیت کے اعتبار سے اہمیت کے حامل ہیں۔

بعض الفاظ کا املا درست نہیں۔ شاید اس کی وجہ بعض انگریزی مآخذ سے ان ناموں کو اردو میں منتقل کرنا ہے۔ مثلاً مدینہ منورہ کے نقشے میں وادی قناۃ کو قنانۃ، جبل رماۃ کو روماتہ، تدمر کو تدمور (ج۱رص۶۹) الدہنا کو الداہنا (ج۱رص۲۶ اور نقشہ جزیرۃ العرب) اکرم ضیاء العمری کو اکرام دیاالعماری (ج۲۰۹/۳، ۱۸۳) اور گی یوم (فرانسیسی تلفظ) یا گلوم (انگریزی تلفظ) کو گیولیوم (ج۲رص۱۴۱-۱۴۰) لکھا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

بعض مقامات پر غیر مانوس اور اجنبی الفاظ کو نہ جانے کس مقصد کے تحت معروف اور معلوم اسماء پر ترجیح دی گئی ہے۔ مثلاً سلمان فارسی کی بجائے ابن بوذخشاں (ج۵۶۹/۲) اور مقتولین بدر کی بجائے گڑھے والے (متعدد مقامات) جیسے الفاظ تجسس خیزی کے سوا شاید اور کوئی مقصد پورا نہیں کرتے۔

کتاب کی تینوں جلدوں میں طباعت کی غلطیوں کی درستگی اور رموز اوقاف کے استعمال کی طرف مناسب توجہ نہ دینے سے بعض اوقات عبارت کو سمجھنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ اس طرف توجہ دینے کی شدید ضرورت ہے۔

اگرچہ ہمارے لیے مصنف کے اس دعویٰ سے اتفاق کرنا مشکل ہے کہ حیات طیبہ کی جو تصویر کشی انہوں نے کی ہے وہ کہیں اور نظر نہیں آتی (ج۲رص۱۷) تاہم انہیں اس قابل قدر کاوش پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ ان کی زندگی کے قیمتی لمحات ایک نہایت ہی اعلیٰ و ارفع مقصد کی تکمیل میں صرف ہوئے اور یقیناً یہ کتاب سیرت طیبہ کے مبارک ذخیرہ میں ایک اہم اضافہ ہے۔ راقم الحروف نے جو چند امور کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے اس سے مقصود صرف اور صرف یہ ہے کہ اگر مؤلف محترم کو جملہ آراء یا کسی رائے سے اتفاق ہو تو آئندہ ایڈیشن میں وہ پیش نظر رہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں مزید بہتری اور اصلاح کے لیے انہیں توفیق مزید عطا فرمائے۔ آمین!